المحیط البرہانی

فی

الفقہ النعمانی

عبد القدوس ہاشمی

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے کتب خانہ میں ہر سال سینکڑوں نادر و نفیس کتابوں کا اضافہ
تا رہتا ہے۔ اور چونکہ یہ کتب خانہ تحقیقاتی کام کرنے والوں ہی کے لئے مہیا کیا گیا ہے اس لئے زیادہ توجہ
سلامی کتب اور خصوصاً اہم مراجع و مصادر کی طرف مبذول رہتی ہے، الحمد للہ کہ نو سال کی مساعی سے اب
ں کتب خانہ میں قیمتی، نادر اور کمیاب کتابوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ مہیا ہو گیا ہے۔
کتب خانہ میں کتابیں چار طرح کی ہیں (۱) مطبوعات (۲) مخطوطات (۳) عکسیات (۴) مصورات
(میکروفلم)۔ اور ان میں سے ہر قسم میں بہت سی نادر، کم یاب کتابیں ہیں، مخطوطات میں بہت سی
کتابیں ایسی بھی موجود ہیں جن کا کوئی دوسرا نسخہ دنیا میں کسی اور جگہ موجود نہیں ہے، اسی طرح مصورات
میں بعض ایسی کتابوں کے فلم بھی ہیں جن کا واحد نسخہ یورپ یا ایشیا میں صرف اس جگہ موجود ہے جہاں سے اس
کی فلم حاصل کی گئی ہے۔
پچھلے دنوں فقہ حنفی کی مبسوط اور جامع و نادر کتاب المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی کا اضافہ
کتب خانہ کے شعبۂ مصورات میں ہوا۔ اور اب یہ نادر کتاب کتب خانہ کے شعبۂ مصورات میں فلم ۲۴۲،
۲۴۳، ۲۴۴ اور ۲۴۵ کی شکل میں موجود ہے۔
اس کتاب کی وسعت و ضخامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۱۶ × ۱۰ انچ کی بڑی تقطیع
پر باریک حروف میں فی صفحہ ۳۵ سطروں میں لکھا ہوا یہ نسخہ چار جلدوں میں ہے، اور مجموعی طور پر اس کی
ضخامت ۲۹۴۲ صفحات ہے۔ اور اس کی ندرت و کم یابی کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا میں
اس کے صرف دو یا تین مکمل قلمی نسخے پائے جاتے ہیں۔ اس کا وہ قلمی نسخہ جس سے یہ فلم تیار کیا گیا ہے حضرت

پیر محمد اعظم صاحب خانقاہ گڑھی افغاناں ضلع راولپنڈی کے پاس ہے۔ اور ان کی عنایت و اجازت سے اس کا فلم حاصل کیا گیا ہے۔

اس وقت کتاب المحیط البرہانی اور اس کے عظیم المرتبت مصنف برہان الشریعۃ البخاری کا تذکرہ مقصود ہے۔ کتاب کی اہمیت اور اس کے قلمی نسخوں کا حال لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختصر حال لکھا جائے۔

مصنف | الامام الفقیہ برہان الشریعۃ برہان الدین ابوالمعالی محمود بن احمد بن عبدالعزیز ابن مازۃ فی المرغینانی البخاری المتولد ۵۵۱ ہجری والمتوفی ۶۱۶ ہجری۔

نسلاً یہ ترک تاتاری تھے اور عمر مازۃ الاوّل کے اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو امرائے آل برہان کے نام سے ۴۵۰ ہجری سے ۶۰۴ ہجری تک بخارا اور بلاد ماوراءالنہر کے بہت بڑے علاقہ پر فرمانروا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو دولتِ دنیا سے بھی نوازا تھا اور دولتِ دین سے بھی۔ اسے جہاں حکومت و فرمانروائی کی شوکت و حشمت حاصل تھی وہاں اس کے بہت سے افراد کو علم، تقویٰ اور ذکر و فکر کی نعمت بھی عطا ہوئی تھی۔ ایسے بہت کم خاندان ہوں گے جن کے افراد کے احوال دیکھ کر کوئی بے ساختہ کہہ اٹھے کہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ برہان الشریعۃ محمود البخاری کا گھرانہ ایسا ہی گھرانہ تھا۔ ان کے چند قریبی رشتہ داروں کے نام سنیئے، یہ سب اپنے اپنے وقت میں علم و فقہ اور زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے۔

تاج الدین الصدر السعید احمد بن عبدالعزیز ابن مازۃ (برہان الشریعۃ کے والد بزرگوار) عدالت عالیہ کے قاضی، اپنے زمانہ کے عظیم المرتبت فقیہ و قانون دان اور نہایت پرہیزگار تھے۔ نامی گرامی استاذِ وقت شمس الائمۃ ابوحنیفہ الاصغر بکر بن محمد الزرنجری المتوفی ۵۱۲ھ کے شاگرد رشید، اور فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب ہدایہ کے مصنف امام علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ کے استاذ تھے۔ یہ اپنے وقت کے اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے اور وفات کے بعد صدیوں ان کی قبر زیارت گاہِ اہل علم و نظر تھی۔ اب نہ جانیں کیا حال ہے۔

حسام الدین الصدر الشہید ابومحمد عمر بن عبدالعزیز ابن مازہ الشہید ۵۳۶ھ (برہان الشریعۃ کے حقیقی چچا) صاحب الفتاویٰ الصغریٰ والکبریٰ والمنتقیٰ فی الفقہ جنھیں کفار نے بمقام سمرقند شہید کر دیا تھا، اس علاقہ کے مقبول عالم اور زبردست مجاہد تھے۔ ان کے علم و عمل کی بڑی شہرت تھی اور وہ اپنے دور کے رئیس الفقہاء

اذ الاساتذہ تھے۔ ہدایہ کے مصنف شیخ الاسلام علی المرغینانی نے ان ہی سے فقہ کا علم حاصل کیا تھا۔
دالعزیز بن عمر بن مازہ۔ برہان الائمۃ، امام سرخسی کے نامور شاگرد اور برہان الشریعۃ کے جد امجد ہیں
ی میں سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے انہیں الکبیر کا خطاب دے کر بخارا کا قاضی القضاۃ مقرر کیا
علم و فضل اور زہد و اتقاء کی وجہ سے محترم و مکرم تھے اور اس عہد میں علاقہ ماوراء النہر کے استاذ
شمار ہوتے تھے۔

ی طرح برہان الشریعۃ کے نانا اور ماموں بھی بڑے بڑے مشاہیر فقہاء اور صاحبان علم و فضل تھے جن
نگاہوں سے مصنف خزانۃ الواقعات و خلاصۃ الفقہ افتخار الدین طاہر البخاری جیسے علماء و فقہاء نے
ستفادۂ علم و عرفان کیا تھا۔

برہان الشریعۃ محمود صاحب المحیط البرہانی اس خانوادۂ فضل و کمال میں بمقام مرغینان ضلع فرغانہ
رالنہر ۵۵۱ ہجری (۱۱۵۶ شمسی) میں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار تاج الدین احمد سے
حاصل کی۔ اور ان کے علاوہ دیگر علمائے وقت سے بھی تعلیم پائی۔ اس زمانہ میں مرغینان، فرغانہ، سمرقند
بخارا مرکز علوم و فنون تھے۔ اور خود ان کے دادا عبدالعزیز برہان الائمہ کا قائم کردہ مدرسہ بہترین اساتذہ
ماہر فن علماء سے بھرا ہوا تھا۔ ظہیر الدین المرغینانی، فخر الدین قاضی خان اور فقہ حنفی کی مقبول، مشہور
ب ہدایہ کے مصنف علی بن ابی بکر الفرغانی اور رکن الدین الحمیدی جیسے اعیان فقہاء، ہزاروں ہی کی تعداد
اس مدرسہ سے مستفیض ہوئے ہیں۔

صاحب المحیط البرہانی نے مرغینان و فرغانہ کے مراکز علوم سے استفادہ کے علاوہ بخارا، سمرقند، اور
دیگر ممالک کا سفر کر کے اس عہد کے عظیم المرتبت اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ یہاں تک کہ یہ اپنے
وقت کے ذہین ترین قانون دان، بے مثال اصولی و مقنن ہونے کے علاوہ ماہر فقیہ شمار کئے جانے
لگے۔ انہوں نے مفتی اور منصف کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ ذاتی سیرت و کردار کے اعتبار سے یہ
ایک متواضع، متورع اور عابد و زاہد تھے۔ جن لوگوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کے علم کی وسعت اور
عمل کی استواری کے ساتھ ساتھ ان کی سنجیدگی اور فہم و ذکاء کا ذکر بھی کیا ہے۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے
اپنی کتاب الفوائد البہیہ میں ان کے متعلق لکھا ہے:

کان من کبار الائمۃ و اعیان فقہاء الامۃ اماما ورعا مجتہدا متواضعا عالما کاملا بحرا زاخرا

حبراً فاخراً۔

فقیر محمد جہلمی نے حدائق الحنفیہ میں ان کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبدالعزیز بن عمر بن مازہ صاحب محیط برہانی، برہان الدین لقب تھا، ائمہ کبار اور فقہائے نامدار میں سے ہیں۔ امام مجتہد ورع متواضع، عالم کامل اور بحر زاخر تھے"

مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے التعلیق السنیہ میں لکھا ہے کہ:

عدہ ابن کمال باشا من المجتهدین فی المسائل۔

اور حق یہ ہے کہ محیط برہانی کے مطالعہ سے علامہ احمد بن سلیمان المعروف بہ ابن کمال پاشا الرومی المتوفی ۹۴۰ھ کا یہ قول بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے۔ محیط برہانی کے مصنف اپنی باریک بینی اور نکتہ آفرینی میں مجتہد ہی نظر آتے ہیں۔

امام برہان الشریعۃ محمود صاحب محیط برہانی کا انتقال بمقام بخارا ۶۱۶ھ مطابق ۱۲۱۹ عیسوی میں ہوا۔ اور اسی سال حلب (شام) میں دوسرے حنفی فقیہ علامہ افتخار الدین عبدالمطلب بن الفضل الہاشمی العباسی کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ بزرگ بھی اپنے دیار میں رئیس الفقہاء کا مقام رکھتے تھے اور بہترین قانون داں شمار ہوتے تھے۔

صاحب محیط برہانی نے اپنی وفات کے بعد سینکڑوں ایسے تلامذہ چھوڑے جو علم وفضل کے حامل تھے اور زمانۂ مابعد میں آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکے۔ ان ہی میں ان کے فرزند صدر الاسلام طاہر بن محمود المرغینانی بھی تھے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے تعلیم کی تکمیل کرنے کے علاوہ اُس وقت کے بہت سے علماء سے بھی استفادہ کیا تھا جن میں مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خان کے نامور مصنف قاضی خان حسن بن منصور الاوزجندی المتوفی ۵۹۲ھ بھی شامل ہیں۔ صدر الاسلام طاہر کا مجموعۂ فتاویٰ اور اُن کی کتاب الفوائد الفقہیہ ایک زمانہ تک متداول و معتبر کتابوں میں شمار ہوتی تھی۔

برہان الشریعۃ نے درس و افتاء کے علاوہ حسب ذیل تصانیف بھی اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کتابوں کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہوں کیونکہ کوئی تذکرہ نگار اُن کی تمام تصانیف کی فہرست نہیں دیتا، دو چار کتابوں کے نام لکھنے کے بعد وغیر ذلک لکھ کر ختم کر دیتا ہے۔ بہر حال مختلف

نگاروں کے بیان سے اُن کی تصانیف کی جو فہرست بن سکی درج ذیل ہے:

- المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی۔
- ذخیرة الفتاوی (الذخیرة البرهانیة)۔
- تتمة الفتاوی۔
- شرح الزیادات للامام محمد بن حسن الشیبانی المتوفی ۱۸۹ھ۔
- شرح الجامع الصغیر
- شرح ادب القضاة لابی بکر احمد بن عمرو الخصاف المتوفی ۲۶۱ھ۔
- الطریقة البرهانیة۔
- الفتاوی البرهانیة۔
- الواقعات فی الفقه۔
- الوجیز فی الفقه۔
- التجرید فی الفروع۔

مراجع | مندرجہ بالا مختصر احوال مصنف کے لئے ملاحظہ ہو:-

۱ - الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة لابی الحسنات محمد عبدالحی اللکنوی، طبع القاهره ۱۳۲۴ھ ص ۲۴ و ص ۹۸ و ص ۱۴۹ و ص ۱۸۹ و ص ۲۰۵۔
۲ - هدیة العارفین لاسمٰعیل پاشا البغدادی، طبع استنبول ۱۳۷۱ھ ج ۲ ص ۴۰۴۔
۳ - الاعلام لخیر الدین الزرکلی، طبع القاهره ۱۳۷۱ھ ج ۸ ص ۳۶۔
۴ - تذکرة النوادر للسید هاشم الندوی، طبع حیدر آباد الدکن ۱۳۵۰ھ ص ۶۰۔
۵ - حدائق الحنفیه مصنفہ فقیر محمد جہلمی طبع لکھنؤ ۱۳۲۴ھ ص ۲۴۱۔
۶ - تاریخ ادبیات عرب مصنفہ بروکلمان طبع لیڈن ۱۹۳۷ شمسی و ۱۹۳۸ شمسی ضمیمہ ۱ ص ۷۴۲ و ضمیمہ ۲ ص ۹۵۳۔
۷ - الاسرة الحاکمة مترجمہ ذکی محمد حسن بک طبع القاهره ص ۳۱۹ و ص ۴۰۶۔
۸ - کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون لمصطفیٰ حاجی خلیفہ چلبی طبع استنبول ۱۳۶۲ھ، اسماء الکتب بہ ترتیب حروف تہجی۔
۹ - ایضاح المکنون لاسمٰعیل پاشا البغدادی طبع استنبول ۱۳۶۴ھ " " "

- تاریخ حلب الشہباء الراغب الطباخ۔ طبع حلب ۱۳۴۲ھ صـ ۳۴۱۔
- الجواہر المضیئۃ لعبد القادر القرشی، طبع حیدر آباد الدکن ۱۳۳۲ھ صـ ۴۷، و صـ ۲۹۱۔

محیط برہانی | مصنف کی جس تصنیف کا تعارف مقصود ہے وہ اُن کی کتاب المحیط البرہانی ہے۔ اس
ب کا ذکر کرتے ہوئے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھا ہے:۔

المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی للشیخ الامام العلامۃ برہان الدین محمود بن تاج الدین
مد بن الصدر الکبیر برہان الائمۃ عبد العزیز ابن مازۃ البخاری الحنفی المتوفی سنہ ۶۱۶ھ
مو ابن اخی الصدر الشہید حسام الدین فی مجلدات. ثم اختصرہ وسماہ الذخیرۃ۔ و
نیراما یغالط الطلبۃ فیظنون ان صاحب المحیط البرہانی الکبیر ایضاً رضی الدین محمد بن
نمد السرخسی ولیس کذلک،

اولہ:۔ الحمد للہ خالق الاشباح لقدرتہ وخالق الاصباح برحمتہ۔ الخ

قال ابن الحنائی تبتعت ترجمتہ فی کتب الطبقات فلم اظفر واصحابنا یفرقون بین
لمحیطین فیقولون للکبیر المحیط البرہانی وللصغیر المحیط السرخسی۔

حاجی خلیفہ نے مصنف کی دوسری کتاب الذخیرۃ البرہانیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

اختصرھا من کتابہ المشہور بالمحیط البرہانی وکلاھما مقبول عند العلماء۔

مولانا عبد الحی فرنگی محلی نے الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیہ (صـ ۲۰۶) میں المحیط البرہانی کا ذکر
[illegible] لکھا ہے:۔

[illegible] ابن امیر الحاج الحلبی فی حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی فی شرح الدیباجۃ وفی
بحث الاغتسال انہ لم یقف علی المحیط البرہانی ونقل صاحب البحر الرائق عنہ انہ
مفقود فی دیارنا ثم حکم بانہ لا یجوز الافتاء منہ واستند لما ذکرہ ابن الھمام انہ لا یحل
النقل من الکتب الغریبۃ کما مرمنا نقلہ فی ترجمۃ رضی الدین محمد بن محمد السرخسی و
ظن بعضھم ان حکمہ بعدم جواز الافتاء منہ لکونہ جامعاً للرطب والیابس وبناء علیہ ذکرتہ
فی رسالتی النفع الکبیر فی عداد الکتب الغیر المعتبرۃ ثم لما منحنی اللہ مطالعتہ رأیتہ کتاباً
نفیساً مشتملاً علی مسائل معتمدۃ متجنباً عن المسائل الغریبۃ الغیر المعتبرۃ الا فی مواضع قلیلۃ

ومثله واقع فی کتب کثیرة فوضح لی ان حکمه لعدم جواز الافتاء منه لیس الالکونه من الکتب الغریبة المفقودة الغیر المتداولة لا لامر فی نفسه ولا لامر فی مصنفه

ہی کتابیں ہیں جن کے نام المحیط ہیں اور بہت سے فنون میں المحیط نام کی کتابیں ملتی ہیں، لمحیط فی اللغة لاسماعیل بن عباد الصاحب الوزیر المتوفی ۳۸۵ھ، المحیط فی اللغة لعبد الملک المؤذن الہروی المتوفی ۴۸۹ھ، المحیط فی اللغة لاحمد بن سلیمان المعروف بابن کمال پاشا فی ۹۴۰ھ، اسی طرح علم کلام اور دوسرے فنون میں بھی المحیط کے نام کی متعدد کتابیں موجود علم فقہ میں بھی متعدد محیطات ہیں، مثلاً محیط زندوستی، محیط الاربلی، محیط شرح الوسیط، محیط سی، محیط الجوینی وغیرہ۔

اس صورت حال کی وجہ سے لوگوں کو محیط کے پہچاننے میں وہ غلطی ہوئی جس کی طرف حاجی خلیفہ دلہ بالا عبارت میں اشارہ کیا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ ان ہی برہان الدین صاحب المحیط البرہانی کے مذہ سے استفادہ کرنے والے متاخر حنفی فقیہ رضی الدین محمد بن محمد السرخسی المتوفی ۶۷۱ھ نے فقہ میں تین بڑی چھوٹی کتابیں المحیط الکبیر، المحیط الوسیط اور المحیط الصغیر کے نام سے تالیف کیں، یہ کتابیں مصر و شام میں پھیل گئیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محیط برھانی جو محیط نام کی ساری کتابوں سب سے بڑی اور سب سے بہتر کتاب تھی، اس کی اور اس کے مصنف کی تمیز میں طلبہ کو اشتباہ ح ہوا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ المحیط البرھانی اتنی بڑی اور اس قدر ضخیم کتاب ہے کہ اس کی نقل مل کرنا کچھ آسان کام نہ تھا، جو لوگ تعلیم و تعلم میں مشغول تھے، اُن میں سے بہت ہی کم لوگوں کو یہ ب مل سکی، حتیٰ کہ ابن امیر الحاج اور ابن نجیم جیسے فقہاء بھی اس کے مطالعہ کا موقع نہ پا سکے۔

محولہ بالا عبارت میں مولانا عبد الحی فرنگی محلی کے بیان پر غور فرمائیے، فرماتے ہیں کہ "ہم نے اپنے لہ النفع الکبیر میں دوسروں کے (یعنی جن کو یہ کتاب نہیں ملی تھی) اُن کے بیان کی بنا پر اس کتاب کتب غیر معتبرہ کی فہرست میں لکھ دیا تھا، مگر جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مجھے اس کتاب کے دیکھنے مطالعہ کرنے کا موقع ملا تو پتہ چلا کہ یہ تو بڑی نفیس کتاب ہے"

فقہ حنفی میں امام محمد کی متون ستہ یا ظاہر الروایہ کے بعد جب تصنیف و تالیف کی طرف توجہ ئی تو عموماً دو طرح کی کتابیں لکھی گئیں۔ اول وہ کتابیں جو کسی خاص موضوع سے متعلق تھیں، مثلاً

صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، وصیت وغیرہ پر۔ دوم وہ کتابیں جو فقہ کی چاروں اقسام، عبادات، مناکحات، معاملات اور متفرقات پر مشتمل تھیں۔ اس دوسری قسم میں درسی ضروریات کے لئے مختصر متون بھی تیار کئے گئے اور مفصل کتابیں بھی۔ ان مفصل کتابوں میں سب سے بڑی کتاب جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے امام سرخسی کی المبسوط ہے۔ اور اس کے بعد سب سے وسیع اور بعض اعتبارات سے المبسوط سے بھی زیادہ کارآمد کتاب المحیط البرہانی ہے۔ ان کتابوں کی قانون اسلامی میں وہی حیثیت ہے جو یورپ کی قوانین مثل کوڈ آف جسٹینین یا برطانوی مجموعۂ قوانین میں سول لا اور کرمنل لا کے وسیع مجموعوں اور شروح کی ہے۔

المحیط البرہانی کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مصنف کی نظر فقہ اور فتاویٰ پر نہایت وسیع ہونے کے علاوہ خود ان کا ذہن بہت ہی غیر معمولی حد تک نکتہ آفریں اور دقیقہ رس واقع ہوا تھا۔ فقہی اور قانونی موشگافیوں میں اتنی دقیق نظر کی مثال شاید بہت ہی کم نظر آئے۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اس عظیم الشان کتاب کی تالیف کا خیال مصنف کو کس طرح پیدا ہوا، اس کے لئے وہ اپنی کتاب میں حمد و نعت اور تعریف و توصیف صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد لکھتے ہیں کہ:

ولم یزل العلم موروثا من اول لآخر ومنقولاً من کابر لکابر حتی انتھیٰ الی جدی وکـ واسلافی السعداء الشھداء فکانھم تدرجوا ما بقی من الفقہ مجملاً ... ... وقد وقع فی رائی ان اتشبہ بھم بتالیف اصل جلیل یجمع جل الحوادث الحکمیۃ والنوازل الشرعیۃ لیکون عونا لی فی حال حیاتی واحسانا الی بعد وفاتی وقد انضم الی ھذا الرائی التماس بعض الاخ تقابلت التماسھم بالاجابۃ وجمعت مسائل المبسوط والجامعین والسیرین والزیادات الحقت بھا مسائل النوادر والفتاویٰ والواقعات وضممت الیھا من الفوائد التی استفد من والدی ومن مشائخ زمانی واثبت اکثر المسائل بدلائل یعول علیھا وسمیت الکتا بالمحیط۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی تالیف کا اولین مقصد مصنف کے نزدیک یہ تھا کہ ان کے جو فرائض ان کے ذمہ ہیں ان کی انجام دہی میں یہ کتاب ان کے لئے ممد و معاون ثابت ہو۔ اور مصنف ایک متقی و پرہیزگار عالم تھے اس لئے وہ اپنے اس عمل سے اپنے اعمالِ صالحہ میں ایک ا

پائے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے سامنے ظاہر الروایہ اور ان کی شروح کے علاوہ بزرگوں کے افادات بھی ہیں۔ اور انھوں نے مسائل کے ساتھ ہی دلائل کا بھی اندراج کیا ہے۔

المحیط البرہانی کے مطالعہ سے ہر شخص مصنف رحمہ اللہ کے اس بیان کی تصدیق کرے گا کہ انھوں نے اپنی غیر معمولی قابلیت اور مخلصانہ مشقت کے ذریعہ دنیا کو فقہ اور قانون کی ایک ایسی کتاب عطا کی جو بہت سے اعتبارات سے اپنی مثال آپ ہے۔

مخطوطات | جہاں تک ہمارے ناقص علم کا تعلق ہے ہم کو اس کتاب کے طبع ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ غالباً یہ کتاب ابھی چھپی نہیں ہے۔ مولانا سید ہاشم ندوی نے ایسی کتابوں کا ایک مختصر تذکرہ مرتب کیا ہے جو ان کے خیال میں طبع ہونے کے قابل ہیں مگر ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہیں۔ اس تذکرہ کے صفحہ ٦ پر محیط برہانی کا بھی ذکر ہے۔ مولانا نے اس کے بعض ناقص و کامل نسخوں کی اطلاع بھی درج کی ہے۔ لیکن گڑھی افغاناں کے اس نسخہ کی اطلاع اُن کو نہیں مل سکی ہے جس سے ہم نے میکروفلم حاصل کیا ہے۔ نادر مخطوطات جو عام اور مشہور کتب خانوں میں موجود ہیں اُن کے متعلق اطلاعات تو کسی نہ کسی طرح مل جاتی ہیں لیکن شخصی ملکیت میں جو نوادر کتب ہیں اُن کے متعلق اطلاعات شاید و باید ہی ملتی ہیں۔ ہم آخر میں اس کتاب کے اُن قلمی نسخوں کا ذکر کریں گے جو مولانا موصوف کی کتاب تذکرۃ النوادر اور دوسرے ذرائع سے ہمیں معلوم ہو سکے ہیں۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ان نسخوں کے علاوہ بھی کچھ نسخے اہل علم حضرات کے پاس یا بعض ایسے کتب خانوں میں ہوں جن کی ہمیں اطلاع نہیں ہے۔ بہر حال یہ کتاب اپنی ضخامت کے باعث نوادر میں شمار ہوتی ہے اور اس کے مکمل نسخے نہایت کمیاب ہیں۔

نسخہ فاضلیہ | گڑھی افغاناں میں مسجد سے ملحقہ کمرہ میں ایک کتب خانہ ہے جو اپنے فاضل بانی کے نام نامی سے منسوب ہو کر کتب خانہ فاضلیہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ درسی اور غیر درسی کتابوں اور رسالوں کا مختصر سا کتب خانہ ہے اس میں تقریباً ١٥٠ کتابیں ہیں۔ اکثر مطبوعات اور متداول کتابیں ہیں، چند مخطوطات بھی ہیں جو زیادہ تر مطبوعہ کتابوں کے قلمی نسخے ہیں۔ ان ہی قلمی نسخوں میں المحیط البرہانی کا نسخہ بھی ہے۔ چونکہ اس خاندان ارشاد میں اہل علم بزرگ ہوتے رہے ہیں اور موجودہ بزرگ حضرت پیر محمد اعظم صاحب بھی صاحب علم ہیں اس لئے کتب خانہ کی طرف توجہ مبذول رہی ہے اور کتابیں اچھی حالت میں ہیں۔ یہ نسخہ بھی بڑی اچھی حالت میں ہے۔ اس کا حال لکھا جاتا ہے۔

المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی لبرهان الدین محمود الحنفی المتوفی ۵۵۱ھ/۱۱۵۶ شمسی و
فی ۶۱۶ھ/۱۲۱۹ شمسی۔

زبان ——— عربی۔

فن ——— فقہ حنفی۔

اجزاء ——— چار جلدیں۔

تقطیع $\frac{16 \times 10}{12 \times 6\frac{1}{2}}$۔ حجم ۲۹۴۲ صفحات۔ سطر فی صفحہ ۲۵۔ خط نسخ صاف بقدر ما یقرأ اور
کہیں نستعلیق شکستہ مگر صاف۔ عنوانات سرخ۔ روشنائی سیاہ صمغ دودی۔ قلم کلک واسطی۔
دستی قطنی قسم سمرقندی مسحوق، بادامی۔

ابتدا: الحمد للّٰہ خالق الاشباح بقدرتہ و فالق الاصباح برحمۃ شارع الشرائع بفضلہ و
مبدع البدائع بطولہ منزل الکتب علی الانبیاء و منشئ الشھب فی السماء مالک الرقاب
ومعید الصواب الخ۔

اختتام: یجب ان لا یقع فی عتق الشری قبل القبض کما فی غیرھا من البیوع الفاسدۃ والجواب
عنہ ماذکرنا انہ فاسد الا انہ فی الفساد دون سائر العقود الفاسدۃ وذلک ان یوجب
و ھذا العقد قبل القبض ملکا موقوفاً لا یوجب غیرھا من الغیر الفاسد۔ الحمد لولیہ والصلوۃ
علی نبیہ۔

کاتب: محمد بن محمد صادق الاسترآبادی الھزارجیری۔

مقام کتابت: قریہ البیۃ نیک در نزدیکی شہر بخارا، قرب مزار مرقد منور خواجہ بہاء الدین حسن زرفشان
در رباط ارکنجہا۔

مدت کتابت: ایک سال اور پانچ مہینے (۱۷ ماہ)۔

تاریخ کتابت: یکم ربیع الثانی ۱۱۸۲ ہجری (مطابق دوشنبہ ۱۵ اگست ۱۷۶۸ شمسی)۔

مہریں: اس نسخہ پر کتب خانہ فاضلیہ کی جدید مہر بخط نستعلیق (ربڑ کی مہر) کے علاوہ دو قسم
کی قدیم مہریں پیتل کی سیاہ روشنائی سے لگی ہوئی ہیں، زمین سیاہ اور حروف خوشخط
نستعلیق ہیں۔

ں : جلد اوّل پر دو جگہ گول مہریں ہیں جن میں ہے ۔ العبد الضعیف خواجہ محمد عبدالستار بن قاضی مرزا عارف علی۔

م : چھوٹی ہشت پہل مہر ہے ۔ جلد آخر کے پانچ صفحات پر حاشیہ ہے ، اس میں لکھا ہے :

واقف ایں نسخہ از بہر صمد خدائے دادہ اش اسمش محمد

ں جلد کے اختتام پر کاتب نے حسبِ ذیل عبارتیں لکھی ہیں :

۔ فی التاریخ عزۃ شہر ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ م م م

۔ بتوفیق خدا و بحرمت ارواح پاک مصطفےٰ

بہ ہمت سپردم کہ ہست ہادی ما

نہ گرفتہ ام دقیقہ نوم و آرام

بہ توفیق کہ داد خدائے لاینام

تا رساندم کتاب محیط را اتمام

دو جلد کتاب محیط شد تمام بیک سال و پنج ماہ

۲ ۔ بحسب خواہش علم العلماء والفضلاء محمد خدائے داد بشانہ ظل سبحانی طول اللہ عمرہ ابن خواجہ علی در بنا من محال الارکنج فی القریۃ الیبنۃ بک در نزدیکی شہر بخارا قرب مزار مرقد منور خواجہ بہاء الدین زرفشان حسن خواجہ در رباط ارکنجہا در یک سال و پنج ماہ کتاب محیط را بدون آرام مع سعی تمام باتمام رسانیدم بہ امید آنکہ جناب رب العالمین بحرمت ارواح پاک خیر المرسلین و اہل بیتہ الطیبین الطاہرین و بحرمت جمیع ارواحان پاک دین متین و جمیع بندگان از مسلمانان گویندۂ کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، کہ از بند بندگی و غمیں انشاء اللہ تعالےٰ ہمہ را کند خلاص و رساند بمراد بحق محمد و آلہ الامجاد یا رب دعائے خستہ دلان مستجاب کن ، والدعا آمین از مسلمین و مسلمات و از مؤمنین و مؤمنات ۔

۴ ۔ بہ امید آں کہ از بند غم کند مرا آزاد

اول بہ نام نامی آن واحدے کہ کرد علم را بنیاد

دوم بحرمت ارواح احمدے کہ دین اسلام داد

سوئیم بنام اسم شریفش کہ ہست خدائے داد

۵ ۔ از ہر کہ خواند دعا طمع دارم

زانکہ من بندۂ گنہگارم
نوشتم خط کہ ماند یادگار
من نمانم خط بماند یادگار

کتبہ الحقیر الفقیر المذنب العاصی محمد بن محمد صادق استرآبادی الہزارجیری۔

اگرچہ یہ نسخہ اس وقت چار ضخیم جلدوں میں ہے لیکن کاتب نے اسے دو جلدوں میں لکھا اس لئے اوراق پر جو اعداد درج ہیں وہ ابتداء سے شروع ہوکر دوسری جلد میں مسلسل چلتے ہیں او آخری ورق پر ۸۸۷ کا عدد ہے پھر تیسری جلد کی ابتداء میں ایک سے شروع ہوکر چوتھی جلد میں مسلسل چلتے ہیں اور آخری ورق پر ۵۸۴ کا عدد ہے۔ اس طرح یہ مکمل کتاب ۱۴۷۱ اوراق یا ۲۹۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی اور دوسری جلدوں پر کوئی فہرست نہیں ہے، تیسری جلد کی ابتداء میں دس صفحات پر مشتمل ایک فہرست الابواب بقید صفحات موجود ہے۔ لیکن یہ فہرست اصل کتاب کے کاتب محمد بن محمد صادق استرآبادی کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ گیارہ سال کے بعد دوسرے شخص نے بنائی ہے۔ چنانچہ فہرست کے اختتام پر یہ عبارت تحریر ہے:

تم کتابۃ فہرست المجموعۃ الثانیہ من المحیط للاحکام المفصل للحلال والحرام، اللہ لصاحبہ مادامت اللیالی والایام علی ید اضعف الخلائق والانام الراجی الی رحمۃ ربہ الا علی الدوام محمد مراد بن خدائے پیری وزیری فی تاریخ ۱۱۹۳ من ہجرۃ النبی صلی اللہ وعلی آلہ مادام اولاد الصفی، ومجموع عدد اوراقہا ھذا ۵۸۴۔

افسوس ہے کہ بڑی تلاش وجستجو کے باوجود حضرت خواجہ بہاء الدین حسن زرفشان کا تذکرہ مل سکا، اور نہ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ کاتب محمد بن محمد صادق استرآبادی الہزارجیری کون شخص ہے بخارا اور اس کے گرد ونواح پر نادرشاہ کے مقرر کردہ والی چنگیزخان کو امیر ابومحمد نے ۴۰ میں نکال دیا تھا، اور اس کے بعد طوائف الملوکی پیدا ہوگئی تھی، ۱۱۸۲ھ میں یہاں مقامی امراء کا تھی، معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں محمد خدائے داد فرماں روا ہو، کیونکہ کاتب کی تحریر سے یہی ہوتا ہے۔ اور اسی نے کاتب سے یہ نسخہ لکھواکر وقف کیا ہو جیسا کہ مہر سے ظاہر ہے۔

یہ نسخہ محمد خدائے داد نے کاتب سے لکھوایا اور وقف کر دیا تھا، اس لئے اس پر تملیک کی ع

مہریں جو عام طور پہ قدیم مخطوطات پر ملتی ہیں۔ نہیں ہیں۔ بلکہ وقف کی مہریں کئی صفحات کے حواشی پر ثبت ہیں۔ خواجہ محمد عبدالستار بن قاضی مرزا عارف ملی کی گول بڑی مہر جو جلد اول کے دو صفحات پر ہے، یقیناً بہت مابعد کی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خواجہ محمد عبدالستار کون بزرگ تھے۔

کاتب نے کہیں یہ ظاہر نہیں کیا کہ نسخہ منقول عنہا کس کا لکھا ہوا تھا۔ اور کاتب کو کیسے ملا تھا۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نسخہ کا کاتب اچھا خاصا تعلیم یافتہ شخص تھا۔ کتابت کی غلطیاں بہت زیادہ نہیں نظر آئیں۔ اور یہ منقول عنہا نسخہ اس وقت قریہ البیتہ نک کی رباط ارکنجہا میں موجود تھا۔

دوسرے نسخے اس کتاب کے دوسرے نسخوں کی اطلاع جو ہمیں حاصل ہو سکی ہے وہ یہ ہے:

۱۔ کتب خانہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں محیط برہانی کا ایک مکمل نسخہ مکتوبہ ۱۰۹۵ھ موجود ہے۔

۲۔ کتب خانہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں ایک جدید الخط نسخہ ہے جو غالباً مدینہ منورہ کے نسخہ سے منقول ہے۔

۳۔ کتب خانہ ایا صوفیا استنبول میں ۱۴۰۶ سے ۱۴۱۵ اس کی مختلف جلدیں اور مختلف حصے ہیں مگر سب مل کر بھی مکمل نسخہ نہیں ہوتا۔

۴۔ مکتبہ ینی جامع استنبول میں اس کی چھ جلدیں ہیں ۵۴۸ سے ۵۵۴، یہ جملہ جلدیں مل کر کتاب کا تقریباً نصف ہوتی ہیں۔

۵۔ مکتبہ عاشر آفندی استنبول میں جلد ۱-۲-۳ تین جلدیں ہیں۔

۶۔ مکتبہ حمیدیہ استنبول میں ۵۵۶ تا ۵۵۸ تین جلدیں ہیں۔

۷۔ مکتبہ محمد پاشا استنبول میں ۶۴۵ تا ۶۴۸ اس کی چار جلدیں ہیں معلوم نہیں کہ یہ مدینہ منورہ کے نسخہ کی نقل ہے یا کوئی اور نسخہ ہے۔ اور مکمل ہے یا نہیں۔

۸۔ دار الکتب المصریہ، قاہرہ میں ایک نسخہ ہے ۱۱۸۶ھ کا لکھا ہوا۔ چار جلدوں میں ہے۔

۹۔ دار الکتب المصریہ میں ایک اور نسخہ ہے مگر صرف جلد ۳-۴ ہے۔

۱۰۔ دار الکتب المصریہ میں ایک تیسرا نسخہ ہے دس جلدوں میں منقسم اور ان میں سے ۲-۳-۵-۷ صرف چار جلدیں ہیں، مگر بہ غایت کرم خوردہ۔

۱۱۔ رضا لائبریری میں صرف جلد ۱-۲-۳ ہے اور اس میں بھی بعض حصے ناقص ہیں۔

۱۲۔ کتب خانہ سعیدیہ سابق ریاست ٹونک راجپوتانہ میں صرف جلد اوّل ہے۔ واللہ اعلم عند اللہ